بسم اللہ الرحمن الرحیم

BIG BANG THEORY

کی

شرعی حیثیت

پیشکش: صدائے قلب

13مارچ2020ء

لفظ ''Big'' کا مطلب ہے بڑا، لفظ ''Bang'' کا مطلب ہے دھماکہ اور لفظ ''Theory'' کا مطلب ہے نظریہ۔ بگ بینگ، کائنات کی پیدائش کے بارے میں پیش کیا جانے والا ایک سائنسی نظریہ ہے، جس کے معنی ایک بڑے دھماکے کے ہیں۔ اس کے مطابق آج کے دور سے تقریبا 14 ارب سال پہلے، ایک دھماکہ ہوا تھا، جس سے یہ مختلف کہکشائیں، ستارے، سیارے اور زمین و آسمان وجود میں آئے۔ سائنس دانوں کا خیال ہے کہ اس دھماکے سے کائنات کو عدم سے وجود میں لایا گیا جس کے اجزا ایک نقطے میں بند تھے۔ اس سے پہلے مادہ تھا نہ توانائی اور نہ وقت۔

دہریے اس سائنسی قانون پر بنیاد رکھ کر اللہ عزوجل کے وجود کا انکار اور اس بات کی نفی کرتے ہیں کہ اس کائنات کو کسی ہستی نے پیدا کیا ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ کائنات خود بخود دھماکے سے وجود میں آئی ہے۔

جس طرح دہریوں کا اس نظریے کو لے کر اللہ عزوجل کا ذات و تخلیق کا انکار کرنا عقلی و نقلی طور پر باطل ہے، اسی طرح دینی اسکالرز کا اس نظریہ کو قرآن سے ثابت کر کے اس کی مکمل تائید کرنا مناسب نہیں۔ وجہ یہ ہے کہ بگ بینگ ایک سائنسی اور تفصیلی نظریہ ہے اور اس نظریے کو مکمل طور پر سمجھنا ہر کسی کے بس کی بات نہیں۔ پھر یہ نظریہ ابھی تک سائنسدانوں میں متفقہ نہیں بلکہ اس میں کافی اختلاف ہے۔ کئی سائنسدانوں نے اس نظریے پر کلام کیا ہے۔ لہٰذا اس نظریے کو سمجھے بغیر اس کی مکمل تائید کر دینا درست نہیں۔ ہاں فقط اتنی بات کو قرآن سے ثابت کیا جاسکتا ہے کہ زمین و آسمان ملے ہوئے تھے جن کو بعد میں جدا کیا گیا۔

جہاں تک دہریوں کے علم کی بات ہے تو سو میں سے ۸۰ فیصد دہریوں کو بھی بگ بینگ نظریہ پر مکمل معلومات نہ ہوں گی، یہ سائنسدانوں کی لکھی تحریر کی کاپی مار کر محقق بن جاتے ہیں اور اللہ عزوجل کی ذات کی نفی کرتے ہیں۔ بالخصوص ہمارے یہاں کے دیسی لبرل اور دہریے جن کا کام فقط انگریزوں کی چاپلوسی اور اسلام اور مسلمانوں پر تنقید کرنا ہے اور یہ طعنہ دینا ہے کہ مسلمانوں نے کوئی ترقیاتی کام نہیں کیا، خود یہ لبرل عیاش نکمے ہیں۔

یہ تھا اس مکمل مضمون کا خلاصہ، اب تفصیلاً دلائل کے ساتھ اس مسئلہ پر کلام پیش خدمت ہے:

الحاد، لادینیت اور انکار خدا ایک بڑا فتنہ ہے۔ ان دہریوں نے اللہ عزوجل کے وجود کا انکار اس وجہ سے کیا کہ ان کے نزدیک سائنس کی تحقیق میں خدا کا وجود ثابت نہیں ہو رہا۔ مادہ پرستوں کے پاس اس کائنات کی تخلیق کی پہلے بھونڈی دلیل ڈارون کا نظریہ ارتقاء تھی۔ اس کے بعد اب کچھ عرصہ سے بگ بینگ تھیوی پر ان کا ایمان ہے۔ یہ دونوں نظریات ایک دوسرے کے مخالف ہیں۔ ڈارون کی تھیوری کا خلاصہ یہ ہے کہ اس کائنات کا کوئی خالق نہیں ہے بلکہ مادہ ہمیشہ سے ہے اور اپنی شکلیں تبدیل کرتا رہا ہے۔ یعنی مادہ نے ارتقاء کے مختلف مراحل طے کر کے اس کائنات کی شکل اختیار کر لی ہے۔ اس تھیوری کے مطابق مادہ دائمی ہے، ازل سے ہے اور مستقل حیثیت کا حامل ہے۔ اس کے برعکس جدید تھیوری بگ بینگ کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ کائنات اور مادہ ازلی نہیں ہے بلکہ اس کی ایک ابتدا ہے اور ایک وقت میں یہ کائنات اور مخلوقات یک دم بغیر کسی ارتقاء سے گزرے ہوئے وجود میں آئے ہیں۔

بگ بینگ کی تھیوری کو ماننے کا لازمی نتیجہ ایک خالق کو ماننا نکلتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ شروع میں ملحدین نے اس نظریے کو ماننے سے انکار کر دیا، لیکن مزید سائنسی تحقیقات نے اس نظریے کو تقویت دی۔بعد میں ملحدین نے اس کا مجبوراً اعتراف کیا اور ان کا پہلا ڈارون کا نظریہ خود بخود مردود ثابت ہو گیا۔اب بجائے شرمندگی کے بگ بینگ نظریے پر اپنے مذہب کی بنیاد رکھ کر اسے دلیل بنا کر پھر اللہ عزوجل کا ذات کا انکار کر دیا۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ بگ بینگ کا نظریہ جس کو سائنس کا ایک بڑا عظیم کارنامہ تصور کیا جاتا ہے، کوئی جدید تصور نہیں ہے۔اس کی جڑیں یونانی فلسفہ میں پیوست ہیں۔اس نظریے کا مرکزی خیال متعدد یونانی ماخذوں میں ملتا ہے۔مثلاً یوریپیڈس کے ڈرامے میلانپے میں یہ الفاظ آئے ہیں:

.... The heaven and earth were once a single form.

یعنی آسمان اور زمین ایک تھے۔

(AstudyinGreekreligion,Page85,CambridgeUniversityPress)

پہلی صدی قبل مسیح کے یونانی مورخ دیودور الصقلی (Diodorus Siculus) نے اس تصور کو انیکساغورس سے منسوب کیا ہے اور بازنطین زیزیس نے اس تصور کو انیکساغورس کے ساتھ ساتھ اپیڈوکلس،ہیسیوڈس اور اورفیوس سے بھی منسوب کیا ہے۔ ہندوستان کے رادھاکرشنن نے اپنی کتاب "The Principal Upnishads" کے صفحہ 38 پر اس نقطہ نظر کو یوریپیدس کے ساتھ ساتھ قدیم یونانی فلسفی انیکسامنڈر سے بھی منسوب کیا ہے:

Anaximander develops a scheme similar to the Orphic cosmology: (1) There unity. (2) A separation of opposites in pairs to form the is a primal undifferentiated world order. (3) A reunion of these sundered opposites.to generate life. This formula is stated by Euripides (Melanippe, Fragment 484): "that Heaven and Earth were once one form, and when they had been sundered from one another, they gave birth to all things and brought them up into the light.

یعنی انیکسامنڈر نے اورفیائی تصور کائنات سے ملتا جلتا منصوبہ پیش کیا ہے جو یہ ہے کہ (1)ایک ابتدائی غیر منفک وحدت تھی۔(2) یہ وحدت اضدادی جوڑوں میں منقسم ہو گئی جس سے نظام عالم نے اپنی ہستی پکڑی۔(3)ان اضدادی جوڑوں کے ایک بار پھر ملنے سے زندگی وجود پذیر ہوئی۔ یہ فارمولا یوریپیڈس (ملانپے، فریگمنٹس 484) میں بھی مذکور ہوا ہے۔آسمان اور زمین کبھی ایک ہیئت تھے، اور جب وہ ایک دوسرے سے علیحدہ ہوئے تو ان کے سبب تمام چیزیں پیدا ہوئیں اور روشنی میں آئیں۔

(TheprincipalUpanishads,Page38,London:GeorgeAllen&UnwinLTDRuskinHouse)

معلوم ہوا کہ یہ عقیدہ ہزاروں سالوں سے چلا آرہا ہے، بیسویں صدی میں سائنسدانوں کو صرف یہ کامیابی ملی ہے کہ انہوں نے جدید ترین فلکیاتی آلات سے اس سمت میں مزید یقین بہم پہنچایا ہے تاہم اس کے باوجود یہ ابھی تک صرف ایک نظریہ ہی ہے، کبھی بھی اس کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔ سائنسی نظریات بدلتے رہتے ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ اس بگ بینگ نظریے سے ملحدین کا دلیل پکڑنا بالکل باطل ہے، اتنی بات تو قرآن سے بھی ثابت ہے کہ زمین و آسمان ملے ہوئے تھے ،اللہ عزوجل نے ان کو جدا کیا چنانچہ قرآن پاک میں ہے﴿اَوَ لَمۡ یَرَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡۤا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ کَانَتَا رَتۡقًا فَفَتَقۡنٰہُمَا﴾ترجمہ کنزالایمان: کیا کافروں نے یہ خیال نہ کیا کہ آسمان اور زمین بند تھے تو ہم نے انہیں کھولا۔ (سورۃ الانبیا، سورۃ 21، آیت 30)

اس آیت کی تفسیر میں صحابہ کرام و تابعین عظام اور کثیر مفسرین کا ایک قول یہ ہے کہ زمین و آسمان باہم ملے ہوئے تھے بعد میں ان کو جدا کیا گیا۔ تفسیر طبری میں ہے" عن ابن عباس، قوله ﴿أولم یر الذین كفروا أن السماوات والأرض كانتا رتقا﴾ یقول: كانتا ملتصقتين.حدثني محمد بن سعد، قال: ثني أبي، قال: ثني عمي، قال: ثني أبي، عن أبيه، عن ابن عباس، قوله ﴿أو لم یر الذین كفروا أن السماوات والأرض كانتا رتقا ففتقناهما﴾... الآية، يقول: كانتا ملتصقتين، فرفع السماء ووضع الأرض۔۔۔۔كان الحسن وقتادة يقولان: كانتا جميعا، ففصل الله بينهما بهذا الهواء "ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان: کیا کافروں نے یہ خیال نہ کیا کہ آسمان اور زمین بند تھے۔ اس کے متعلق فرماتے ہیں کہ زمین و آسمان دونوں ملے ہوئے تھے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان: کیا کافروں نے یہ خیال نہ کیا کہ آسمان اور زمین بند تھے تو ہم نے انہیں کھولا الآیہ۔ فرماتے ہیں کہ زمین آسمان ملے ہوئے تھے تو اللہ عزوجل نے آسمان کو اوپر اٹھایا اور زمین کو بچھادیا۔

حضرت حسن اور قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ زمین و آسمان دونوں ملے ہوئے تھے تو اللہ عزوجل نے ہوا سے دونوں میں جدائی کی۔
(تفسیر الطبری، جلد 18، صفحہ 430، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت)

تفسیر ثعلبی میں ہے" قال ابن عباس والضحاك وعطاء وقتادة: يعني كانتا شيئا واحدا ملتزقتين ففصل الله سبحانه بينهما بالهواء" ترجمہ: حضرت ابن عباس، ضحاک، عطا اور قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے فرمایا: یعنی زمین و آسمان ملے ہوئے تو اللہ سبحانہ تعالیٰ نے ہوا کے ساتھ ان کو الگ کیا۔ (تفسیر الثعلبی، جلد 6، صفحہ 274، دار إحياء التراث العربي، بیروت)

بدیہی بات ہے کہ زمین و آسمان خود بخود جدا نہیں ہو سکتے، اس کے پیچھے اللہ کی قدرت کا دخل ہے۔ مسلمہ اصول ہے کہ ہر حرکت کے پیچھے اس کا کوئی محرک ہوتا ہے، جو اس کو اصول و ضوابط کے ساتھ کرتا ہے اور اس کو آگے بڑھاتا ہے اور اگر اس کے ساتھ کوئی محرک نہ ہو تو نامکمل، بے ترتیب رہ جاتا ہے۔ انسان جب اس عالم کو دیکھتا ہے تو اس میں ایک غیر معمولی نظم اور اصول نظر آتا ہے جو دلالت کرتا ہے کہ اس کائنات کا کوئی خالق ہے جو اپنے علم سے اس میں کام کر رہا ہے۔ لہذا ہم یہ ماننے پر مجبور ہوتے ہیں کہ کائنات کی تخلیق کے وقت اتنا عظیم دھماکہ اور اس کے بعد پے در پے تبدیلیاں

کسی اتفاق کا نتیجہ نہیں ہو سکتی یا یہ سب بغیر کسی خالق کے خود وجود میں نہیں آسکتا جیسا کہ منکرین خدا کا گمان ہے، بلکہ ان سب کے پیچھے ایک ذات عالی ہے جو عظیم طاقت اور قدرت کا مالک ہے جس نے اس جہاں کو بنایا اور منظم طریقے سے اس کو چلا رہا ہے۔

ہمارے مشاہدات میں ہے کہ جب دنیا میں کوئی دھماکہ ہوتا ہے تو اس کے نتیجے میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔ سالہا سال کی محنت سے بنائی جانے والی عمارتیں زمین بوس ہو جاتی ہیں۔ افراد کے خاکی اجسام کے پرخچے اڑ جاتے ہیں۔ اور جو کچھ ان دھماکوں کی زد میں آتا ہے، تباہ و برباد ہو جاتا ہے۔ مثلاً ایٹم اور ہائیڈروجن بم کے دھماکے، احتراق پذیر گیس کے دھماکے، آتش فشانی دھماکے، قدرتی گیسوں کے دھماکے اور شمسی دھماکے، ان سب کے نتائج تباہ کن ہوتے ہیں۔ اس کے برعکس اگر ہمیں کوئی کہے کہ فلاں جگہ دھماکہ ہوا اور وہاں تباہی و بربادی ہونے کی بجائے بڑی بڑی عمارتیں، فیکٹریاں اور باغات معرض وجود میں آگئے ہیں، تو آپ کہنے والے کو پاگل قرار دے دیں گئے کیونکہ اس کا یہ دعویٰ آپ کے مشاہدات کے برعکس ہے۔ مگر حقیقتاً اگر ایسا ہی ہو تو پھر آپ یہ سوچیں گئے کہ یہ دھماکہ ایک منفرد اور غیر معمولی دھماکہ ہے اور ضرور اس کے پیچھے کسی ہستی کا ہاتھ ہے۔

زمین کا سائز، سورج کا سائز، سورج اور زمین کا فاصلہ، سورج کی شعاعوں کی ویولینتھ، پانی کی طبعی اور کیمیائی خصوصیات، زمین کی فضا میں موجود گیسیں اور کشش ثقل سب کی سب اسی تناسب میں موجود ہیں جو انسانی زندگی کے لئے ہونا چاہئے تھا۔ اگر ان میں فرق پڑ جاتا تو انسانی زندگی ممکن نہ ہوتی۔ کیا ایسا کسی ہستی کی مداخلت کے بغیر ممکن تھا۔ کیا دنیا میں کبھی ایسا ہوا کہ ہوا میں ریت، بجری اور سیمنٹ کو یونہی اچھال دیا جائے اور وہ جب زمین پر بیٹھے تو ایک خوبصورت بنگلے کی صورت اختیار کر جائے جو انسانی رہائش کے لئے موزوں ترین ہو یا پھر روشنائی کے قطروں کو اچھال دیا جائے اور جب وہ نیچے گریں تو غزل لکھی ہوئی ہو۔ شاید ایسا صرف کارٹون فلموں ہی میں ممکن ہے لیکن حقیقی دنیا میں یہ محال عادی ہے۔ ایک منظم نتیجہ حاصل کرنے کے لئے کسی برتر ہستی کی موجودگی ضروری ہوا کرتی ہے۔ ان حقائق نے بہت سے سائنس دانوں جیسے پال ڈیوس، ڈبلیو پریس، جارج گرین اسٹائن اور مالیکیولر بائیولوجسٹ مائیکل ڈینٹن کو کسی برتر ہستی کا اعتراف کرنے پر مجبور کر دیا ہے۔

لیکن بگ بینگ کی مکمل تھیوری اسلام کے مطابق نہیں کیونکہ اس تھیوری میں کہا جا رہا ہے کہ زمین و آسمان کی پیدائش سے پہلے کچھ نہ تھا جبکہ ایسا نہیں۔ قرآن پاک میں ہے ﴿وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ وَّ كَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ﴾ ترجمہ کنزالایمان: اور وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں بنایا اور اس کا عرش پانی پر تھا۔ (سورۃ ہود، سورۃ 11، آیت 7)

صحیح ابن حبان کی حدیث پاک ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''كان الله وليس شيء غيره، وكان عرشه على الماء، ثم كتب في الذكر كل شيء، ثم خلق السماوات والأرض '' ترجمہ: اللہ تھا اور اس سے پہلے کچھ نہ تھا۔ اس کا عرش پانی پر تھا۔ پھر اس نے اور لوح محفوظ میں ہر چیز لکھی۔ پھر آسمان و زمین پیدا کیے۔

(صحیح ابن حبان، باب بدء الخالق، ذکر الإخبار بأن الله جل وعلا كان ولا شيء غيره، جلد 14، صفحہ 7، حدیث 6140، مؤسسة الرسالة، بيروت)

صراط الجنان میں ہے: ''زمین وآسمان کی تخلیق سے پہلے اللہ تعالیٰ کا عرش پانی پر تھا، پھر اللہ تعالیٰ نے پانی میں حرکت پیدا فرمائی (اور موجیں ایک دوسرے سے ٹکرائیں) تو اس سے جھاگ پیدا ہوئی اور اس جھاگ سے دھواں نکلا، پھر جھاگ تو پانی کی سطح پر باقی رہی اور اس سے خشکی پیدا کی گئی اور اس خشکی سے زمین کو بنایا گیا، جبکہ دھواں بلند ہوا اور اس سے آسمانوں کو پیدا کیا گیا۔'' (صراط الجنان، جلد8، صفحہ613، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

مکاشفۃ القلوب میں ہے: ''روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے جوہر کو پیدا کیا، جب اس پر ہیبت کی نگاہ ڈالی تو وہ پگھل گیا اور خوفِ خدا سے کانپنے لگا جس سے وہ پانی بن گیا، پھر اللہ تعالیٰ نے اس پر نگاہِ رحمت ڈالی تو آدھا پانی جم گیا جس سے عرش بنایا گیا، عرش کانپنے لگا تو اس پر ''لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ'' لکھ دیا جس سے وہ ساکن ہو گیا مگر پانی کو اسی طرح چھوڑ دیا گیا جو قیامت تک موجزن رہے گا۔ فرمانِ الٰہی ہے ﴿وَّكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ﴾ اللہ کا عرش پانی پر تھا۔

پھر جب پانی میں تلاطم خیز موجیں پیدا ہوئیں جن سے تہ بہ تہ دھوئیں کے بادل اٹھے اور جھاگ پیدا ہوئی اور اس سے زمین وآسمان بنائے گئے جو ایک دوسرے سے جڑے ہوئے تھے پھر ان دونوں کے درمیان اللہ تعالیٰ نے ہوا کو پیدا کیا جس کے دباؤ سے زمین وآسمان کے طبق ایک دوسرے سے علیحدہ ہو گئے۔'' (مکاشفۃ القلوب، صفحہ192، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

لہٰذا بگ بینگ تھیوری کو اسلامی تعلیمات کے موافق کہنا مناسب نہیں۔ بگ بینگ ابھی نظریہ (theory) ہے نہ کہ مشاہدہ (observation) یا تجربہ (experiment) اور کسی سائنسی نظریہ پر مذہبی نقطہ نظر کے اعتبار سے ایمان نہیں لانا چاہیے۔ آج سے تقریباً پچاس سال پہلے ایک سائنسدان نے بلیک ہولز کا نظریہ پیش کیا اور اس کے بعد سے بعض مسلمان سائنسدانوں نے قرآن مجید کی سورۃ الواقعہ کی بعض آیات سے بلیک ہولز کو ثابت کرنا شروع کر دیا۔ بعد میں 2014ء میں وہ صاحب تو اپنی تھیوری سے رجوع کر رہے تھے اور یہ کہہ رہے تھے کہ میں نے چالیس سال پہلے غلط سمجھا تھا کہ بلیک ہولز سے کسی قسم کی انفارمیشن نہیں نکل سکتی اور جو نکلتی ہے وہ نئی ہوتی ہے۔ بعد میں وہ یہ بھی کہہ رہے تھے کہ ضروری نہیں ہے کہ بلیک ہولز ہر چیز کو اپنے اندر جذب کر لیں اور یہ بھی کہہ رہے تھے کہ ہمیں event horizons کی بجائے apparent horizons پر سوچنا چاہیے کیونکہ کوانٹم میکانکس بھی پہلی صورت کو قبول نہیں کرتی ہے کہ جس میں انفارمیشن ختم ہو جاتی ہے۔

آج ہم اگر نظریہ ارتقاء اور بگ بینگ تھیوری کو قرآن مجید سے ثابت کر کے مسلمانوں سے اس پر ایمان لانے کا مطالبہ کریں گے تو کل کلاں اہل سائنس نے ہی اگر ان نظریات سے رجوع کر لیا تو پھر لوگوں سے کیا کہیں گے؟ ابھی تو بگ بینگ پر تحقیقات سامنے آ رہی ہیں اور کچھ سائنسدانوں نے اسے چیلنج کرنا شروع کر دیا ہے جیسا کہ حال ہی میں جرمن یونیورسٹی ہائیڈل برگ (Heidelberg University) کے ایک نظریاتی ماہر طبیعیات (theoretical physicist) نے "A Universe without Expansion, 2013" کے نام سے ایک ریسرچ آرٹیکل پیش کیا ہے۔ اس طرح کسی شے کے سائنسی امر واقعہ (scientific fact) ہونے کا ہر گز یہ مطلب نہیں ہے کہ قرآن مجید بھی اسے لازماً ہی بیان کرے۔ قرآن مجید کا موضوع فزکس، بیالوجی، کیمسٹری، ریاضی نہیں بلکہ ہدایت کا بیان ہے۔ البتہ یہ بات درست ہے کہ کتاب اللہ میں بعض ایسی باتیں

موجود ہیں کہ جو دیگر علوم کا بھی موضوع ہے لیکن ان میں بھی پروردگار کا اصل مقصود ہدایت کا پہلو ہے جیسا کہ سابقہ قوموں کے حالات وواقعات نقل کیے گئے ہیں یاماں کے پیٹ میں بچے کی پیدائش کے مراحل بیان کیے گئے ہیں وغیرہ۔

قرآن مجید کے بیان میں کچھ باتیں محکمات میں سے ہیں جبکہ کچھ متشابہات ہیں۔ کچھ آیات کا مفہوم صریح (explicit) ہے جبکہ کچھ میں ایک سے زائد آراء کی گنجائش ہے۔ بچے کی پیدائش کے جو مراحل قرآن مجید نے بیان کیے ہیں، وہ صریح ہیں۔ انہیں بیان کرنے یاان کو سائنسی امر واقعہ کے ساتھ ملا کر بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

نیٹ پر بگ بینگ کے حوالے سے کئی آرٹیکل موجود ہیں، جن میں کافی افراط و تفریط ہے۔ ایک معقول آرٹیکل کا خلاصہ پیش خدمت ہے:

کائنات کی ابتداء کیسے ہوئی؟ اس سوال نے انسان کو صدیوں سے تجسس میں مبتلا کر رکھا ہے۔ دنیائے سائنس میں اس سوال کا جواب دینے کے لیے رائج الوقت نظریہ "انفجارِ عظیم" یعنی بگ بینگ کہلاتا ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ ملحدین اس نظریہ کو بنیاد بنا کر خدا کے وجود کا انکار کرتے ہیں جبکہ جدید تعلیم یافتہ مذہبی لوگ اس نظریے کو مذہب سے ہم آہنگ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

اس نظریے کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ 2014ء میں Pontifical Academy of Science میں اپنے خطاب کے دوران Pope Francis کو یہ کہنا پڑا کہ Big Bang Theory اور Theory of Evolution اور مذہب میں کوئی تضاد نہیں۔ ان دونوں نظریات کو تسلیم کرنے سے خدا کا کردار ختم نہیں ہوتا۔

اسی روش پر عمل پیرا کچھ مغربی تعلیم یافتہ مسلمان بھی بگ بینگ تھیوری کو قرآن سے ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ملحدین ہوں یا مذہب پسند دونوں کا مسئلہ یہ ہے کہ نہ ان کو بگ بینگ تھیوری کا مکمل ادراک ہے اور نہ ہی اس بات کا اندازہ ہے کے اس نظریے کے بہت سے پہلو آج بھی غیر ثابت شدہ ہے۔ وہ مسلمان جو قرآن کی آیات کو اپنے من چاہے معنیٰ پہنا کر اس نظریہ کو الہامی ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں ان کو اس بات کی سمجھ ہونی چاہیے کہ یہ نظریہ آج بھی ابتداء کائنات کے اسرار کو پوری طرح بیان کرنے سے قاصر ہے۔ بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ بگ بینگ نے ابتداء کائنات کی گتھی سلجھانے کی بجائے مزید الجھادی ہے تو غلط نہ ہوگا۔ آیئے اب ان مسائل کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں جن کا بگ بینگ تھیوری کے پاس اب تک کوئی جواب نہیں۔

بگ بینگ سے پہلے کیا تھا؟ کچھ سائنسدانوں کے بقول بگ بینگ سے پہلے وقت ہی وجود نہیں رکھتا تھا تو اس کا مطلب ہے کچھ نہیں تھا۔ اگر واقعی ایسا ہے تو اگلا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پھر بگ بینگ کے کیسے ہو گیا؟ کیوں کہ کسی بھی واقعے (Event) کو ہونے کے لیے سپیس اینڈ ٹائم کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لیے سائنسدانوں کے پاس کوئی حتمی جواب نہیں کہ بگ بینگ سے پہلے کیا تھا؟ نقطۂ انطلاق (Singularity) کا ظہور کیسے ہوا؟ دوسری پہیلی یہ ہے کہ Singularity یعنی وہ نقطہ جس میں دھماکے کے نتیجے میں کائنات معرض وجود میں آئی، اس نقطے (Singularity) کا ظہور کیسے ہوا؟ اس سوال کا سائنسدانوں کے پاس کوئی جواب نہیں۔

بگ بینگ کے فوراً بعد کیا ہوا؟ اب تک سائنسدان جو کچھ اندازہ لگا پائے ہیں وہ یہ کہ دھماکہ ہونے کے بعد ایک ملی سکینڈ کے بتیسویں حصہ میں کیا ہوا؟ مگر جیسے ہی سائنسدان ذرا پیچھے جاتے ہوئے ایک ملی سکینڈ کے اڑتیسویں حصے تک پہنچتے ہیں تو فزکس کو سنگین مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ہے کیونکہ اس مقام پر درجہ حرارت اس قدر شدید تھا کہ Four Forces of Nature کا وجود ممکن نہیں۔ سائنسدانوں کے بقول اس مقام پر ایک ہی ایسی فرضی قوت (Hypothetical Force) تھی جس نے بعدازاں باقی چار Forces کو جنم دیا۔ اس "فرضی قوت" کا وجود ثابت کرنے کے لیے سائنسدانوں نے ایک مفروضاتی تھیوری بنائی ہے جیسے Grand Unification Theory یا (GUT) کہا جاتا ہے۔ مگر جب سائنسدان مزید پیچھے جاتے ہوئے ایک ملی سکینڈ کے بیالیسویں حصے تک پہنچتے تو اس مقام پر فزکس کے مروجہ تمام قوانین کام کرنا چھوڑ جاتے ہیں اور Break down ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ اس مقام پر ایک ایسی مہا تھیوری کی ضرورت پیش آتی ہے جو فزکس کے تمام قوانین کو ایک ہی تھیوری کے تابع کر دے۔ اس فرضی مہا تھیوری کو Theory of Everything یا (TOE) کہا جاتا ہے۔ یہ دونوں تھیوزیر ابھی تک سائنسدانوں کے دماغوں میں تو ضرور ہیں مگر تجرباتی طور پر کوئی وجود نہیں رکھتیں۔

ضدِ مادہ (Anti Matter) کا وجود: 1928ء میں ماہر طبیعیات Paul Dirac نے ایک نظریہ پیش کیا کہ قدرتی طور پر مادے (Matter) کے وجود کے ساتھ ساتھ ضدِ مادہ یعنی Anti-Matter بھی اتنی ہی مقدار میں موجود ہوتا ہے۔ جب بھی مادہ اور اور ضدِ مادہ آپس میں تعمل (Interact) کرتے ہیں تو فنا (Annihilate) ہو جاتے ہیں۔ Paul Dirac اپنے اس نظریے کو تجرباتی طور پر ثابت نہیں کر سکے چنانچہ 1995ء میں CERN میں ایک تجربہ کے دوران ہائیڈروجن ایٹم کا ضدِ مادہ یعنی اینٹی ہائیڈروجن Anti-Hydrogen Atom کو پیدا کر کے ضدِ مادہ (Anti-Matter) کے وجود کو تجرباتی طور پر ثابت کر دیا گیا۔ مگر یہاں ایک ایسا سوال کھڑا ہو گیا جس نے آج کے دن تک سائنسدانوں کی نیندیں حرام کی ہوئی ہیں۔ وہ سوال یہ ہے کہ اگر قدرتی طور پر مادہ اور ضدِ مادہ یکساں مقدار میں پایا جاتا ہے تو بگ بینگ کے نتیجے میں جب مادہ وجود میں آیا تو ظاہر سی بات ہے کہ اتنی ہی مقدار میں ضدِ مادہ بھی وجود میں آیا ہو گا۔ درجہ حرارت شدید ہونے کی وجہ سے مادہ اور ضدِ مادہ نے آپس میں تعمل (Interaction) بھی کیا ہو گا جس کا نتیجہ فناہی (Annihilation) ہے۔ اس فناہی کے نتیجے میں کائنات کا اپنی موجودہ حالت میں وجود ناممکن ہے۔ اس لیے یہ پہیلی آج تک حل نہیں ہو پائی کہ بگ بینگ کے وقت ایسا کیا ہوا جس کی وجہ سے کسی طرح کائنات میں مادے کی مقدار بڑھ گئی اور ضدِ مادہ غائب ہو گیا اور کائنات کا اپنی موجودہ حالت میں ظہور ممکن ہوا۔

مسئلہِ توازن (Fine Tuning Problem): جب کسی جگہ کوئی دھماکہ ہوتا ہے تو دھماکے کے بعد وہاں پر موجود نظام زندگی درہم برہم ہو جاتا ہے یا اُس نظام زندگی میں ایک توازن اور ترتیب آ جاتی ہے؟ جی ہاں! بگ بینگ کے ساتھ بھی یہی مسئلہ ہے جس کو "مسئلہِ توازن" Fine Tuning Problem کہا جاتا ہے۔ اگر ہماری کائنات ایک بہت بڑے دھماکے سے معرض وجود میں آئی ہے تو پوری کائنات میں حیران کن حد تک وہ توازن، یکسانیت، ترتیب اور ربط کیسے قائم ہوا کہ جس کی وجہ سے پہلے ہائیڈروجن اور ہیلیئم بنے۔ پھر مزید بھاری عناصر بنے جن سے سیارے، ستارے

اور کہکشائیں بنی اور بالآخر زندگی کا ظہور ہوا۔ اس مسئلہ کو حل کرنے کے لیے ماہرین طبیعیات نے ایک تھیوری بنائی ہے جسے Multiverse Theory کہا جاتا ہے۔اس تھیوری کے مطابق ہماری کائنات اکیلی نہیں بلکہ ان گنت کائناتوں میں سے ایک کائنات ہے کہ جس میں اتفاقی طور پر وہ تمام حالات بن گئے جو زندگی کی پیدائش کے لیے موزوں تھے۔ اس تھیوری کو سائنسدانوں کی بہت بڑی تعداد کی طرف سے شدید تنقید کا سامنا ہے۔ کیونکہ ہماری کائنات کے علاوہ کسی اور کائنات کا وجود ہے؟ اس کو کسی بھی طور مشاہداتی یا تجرباتی طور پر ثابت نہیں کیا جا سکتا۔ اس لیے سائنسدانوں کے بقول Multiverse Theory کی حیثیت ایک سائنسی افسانے سے زیادہ نہیں۔۔۔

افقی مسئلہ (Horizon Problem): ''افقی مسئلہ''(Horizon Problem) کیا ہے؟اس کو یوں سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جب ایک دھماکہ ہوتا ہے تو سب سے زیادہ درجہ حرارت اس دھماکے کے مرکز میں ہوتا ہے۔ جیسے جیسے دھماکے کا اثر پھیلتا چلا جاتا ہے ویسے ویسے اس کا درجہ حرارت کم ہوتا چلا جاتا ہے۔ مگر ہماری کائنات جس میں ایک کہکشاں سے دوسری کہکشاں کا فاصلہ لاکھوں نوری سال(Light Year) کا ہے۔ جبکہ کہکشاؤں کی کم سے کم تعداد 100 ارب ہے۔ عقل یہ کہتی ہے کہ دھماکے کے بعد جب یہ کائنات بنی اور پھیلنا شروع ہوئی تو بیرونی حصوں کا درجہ حرارت نسبتاً کم ہوتے چلا جانا چاہیے تھا۔ مگر ایسا نہیں ہے۔ کائنات کے دو مختلف کونے جن کا آپسی فاصلہ کائنات کی مجموعی عمر سے زیادہ ہے، یہ دونوں کونے ایک ہی درجہ حرارت رکھتے ہیں۔ ہاں ایسا ایک صورت میں ممکن ہے۔ جس کو ایک مثال سے سمجھتے ہیں کہ آپ گرم چائے کے کپ میں ٹھنڈا دودھ ڈال کے چھوڑ دیں، مکس نہ کریں۔ ٹھنڈا دودھ گرم چائے میں پھیلتا جائے گا اور کچھ دیر کے بعد دودھ اور چائے دونوں آپس میں مکس ہو جائیں گے اور کپ کا درجہ حرارت یکساں ہو جائے گا۔ کائنات کا درجہ حرارت یکساں ہونے کے لیے بھی بگ بینگ کے وقت ایسا کچھ ہونا ضروری ہے۔ یعنی بگ بینگ کے نتیجے میں جب مادہ وجود میں آیا تو اتنا وقت ہونا چاہیے تھا کہ جس میں تمام مادہ آپس میں مکس ہو جاتا تا کہ اس کے بعد وہ مادہ جیتنا مرضی پھیلتا چلا جاتا مگر اس کا درجہ حرارت یکساں ہوتا۔ مگر مسئلہ یہ ہے کہ بگ بینگ ہونے کے فوراً بعد جب مادہ کا پھیلاؤ شروع ہوا تو اتنا وقت نہیں تھا کہ مادہ آپس میں پوری طرح مکس ہو پاتا۔ البتہ ایک صورت میں ایسا ممکن تھا کہ مادے کے آپس میں مکس ہونے کی رفتار روشنی کی رفتار سے تیز ہوتی۔ مگر ایسی صورت میں آئن سٹائین کی Theory of Relativity غلط ثابت ہو جاتی ہے۔ کیونکہ Theory of Relativity کے مطابق کوئی بھی چیز روشنی کی رفتار سے تیز نہیں جا سکتی۔

چپٹے پن اور افقی مسئلے کو حل کرنے کے لیے چار سائنسدانوں نے 80ء کی دہائی میں Inflation Theory بنائی جو ریاضیاتی اعتبار سے ان دونوں مسائل کو کسی حد تک حل کرتی ہے مگر تجرباتی طور پر اس تھیوری کا وجود اب تک ثابت نہیں ہو سکا جبکہ وقت گزرنے کے ساتھ Inflation Theory متنازع ہوتی جا رہی ہے۔ اس تھیوری کو بنانے والے چار سائنسدانوں میں سے ایک سائنسدان Paul Steinhardt بھی اس تھیوری کے خلاف ہو چکے ہیں اور اس تھیوری پر مزید تحقیق کرنے کو وقت کا ضیاع کہتے ہیں۔ پروفیسر Rupert Sheldrake جدید فزکس کے اس مجموعی

المیہ پر طنز کرتے ہوئے کہتے ہیں: ''جدید سائنس کی بنیاد ایک اصول پر کھڑی ہے، یعنی ہمیں ایک معجزہ دے دو اور اس کے بعد ہم ہر چیز کی وضاحت کر دیں گے۔ اور وہ معجزہ ہے مادے، انرجی اور وہ تمام قوانین جو ان کو چلاتے ہیں، ان سب کا یکدم ''عدم وجود'' (Nothingness) سے وجود میں آنا۔''

بگ بینگ تھیوری کے ان مسائل کو حل نا کر پانے کی وجہ سے بہت سے سائنسدانوں نے اس نظریے کے متبادل نظریات پر تحقیق کرنا شروع کر دیا ہے جیسے کہ Ekpyrotic model, Steady State Model, Bouncing Cosmology, Plasma Cosmology وغیرہ۔ مگر ان تمام نظریات کے ساتھ بھی وہی مسئلہ ہے جو بگ بینگ کے ساتھ ہے کہ یہ تمام نظریات بگ بینگ کے مسائل کا جواب دیتے دیتے مزید نئے سوالات کھڑے کر دیتے ہیں۔ سو ابتداء کائنات کو سمجھنے کے لیے انسان جتنا زیادہ گہرائی میں جا رہا ہے اتنا ہی کائنات کی پر اسراریت میں اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔ سائنس کیا کبھی اس اسرار پر سے پردہ اٹھا پائے گی؟ یہ کہنا ابھی قبل از وقت ہے۔''
(https://daleel.pk/2018/05/18/82040)

دہریوں کا اللہ عزوجل کے متعلق سوال اور مسلمانوں کا جواب

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا: لوگ پوچھ گچھ کرتے رہیں گے حتی کہ یہ کہا جائے گا کہ مخلوق کو خدا نے پیدا کیا تو خدا کو کس نے پیدا کیا؟ جب یہ کہیں تو تم کہہ دینا میں اللہ پر ایمان لایا۔ اللہ ایک ہے، بے نیاز ہے، نہ جنا، نہ جنا گیا، اور نہ کوئی اس کے برابر کا ہے، پھر اپنے بائیں طرف تین بار تھتکار دے اور مردود شیطان سے اللہ کی پناہ مانگے۔

(سنن أبي داود، كتاب السنة،باب في الجهمية، جلد4، صفحه231، حديث4722، 4721، المكتبة العصرية، بيروت)